اللہ تعالیٰ بڑی عظیم۔حی و قیوم اور متصرف بالارادہ ہستی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴؍نومبر ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

پچھلے دو دن بیماری میں گزرے۔ مجھے دانت کی تکلیف تھی چنانچہ بدھ کو دانتوں کے ڈاکٹر قاضی شفیق صاحب نے ان کا معائنہ کیا اور انہیں ٹھیک کیا لیکن اس کے بعد بدھ کی دوپہر سے لے کر جمعرات کی صبح تک دانت میں شدید درد ہوئی اور ساری رات میں نے جاگ کر بڑی تکلیف میں گزاری۔ جمعرات ملاقات کا دن ہوتا ہے اس دن تکلیف تو کم ہوگئی تھی لیکن ضعف تھا مگر میں نے ملاقاتیں کیں اور صحت کا خیال نہیں رکھا اور اس کے بعد اتنا شدید ضعف ہوا کہ کل سے میں اس ضعف میں پڑا ہوں اس لئے اس وقت اپنی صحت کے مطابق میں ایک مختصر سا خطبہ دوں گا۔

چونکہ آج خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہے اور یہ جمعہ، ہفتہ، اتوار خدام کے دن ہیں اس لئے ان کو خصوصاً اور ساری جماعت کو جن تک میری آواز ایک آدھ دن میں پہنچ جائے عموماً میں چند ایک باتیں کہنا چاہتا ہوں کیونکہ کچھ باتوں کا تعلق اِن دنوں سے ہے۔ میں ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام نے ہمیں جس اللہ کی معرفت عطا کی ہے وہ الحیّ القیّوم اور متصرف بالارادہ ہستی ہے یعنی وہ اپنی ذات میں زندہ ہے اور ہر زندہ اس کے واسطہ سے اور اس کے حکم سے زندہ ہے اور وہ اپنی ذات میں قائم ہے اور اپنی مخلوق کا سہارا ہے اور ان کی جان کی جان ہے۔ یہ ساری

کائنات، یہ یونیورس (Universe)، یہ عالمین اللہ تعالیٰ کے سہارے سے قائم ہیں۔ اگر ایک لحظہ کے لئے بھی خدا تعالیٰ کا سہارا اس عالمین کو اس کائنات کو حاصل نہ رہے تو لازمی طور پر ہلاکت اس کا نتیجہ ہوگا اور کچھ بھی باقی نہیں رہے گا اور جہاں تک انسان کا تعلق ہے خدا تعالیٰ نے انسان کو عقل اور سمجھ اور روحانی فراست عطا کی ہے اور اسے آزادی بھی دی ہے۔ اسے یہ بھی کہا ہے کہ میرے ساتھ تعلق کے بغیر تم زندہ نہیں رہ سکتے اور میری قیومّیت کے بغیر تم قائم نہیں رہ سکتے لیکن یہ بھی کہا کہ بعض باتوں میں تمہیں اجازت بھی دی جاتی ہے کہ چاہو تو میرے ساتھ تعلق پیدا کر کے اپنے قیام کا انتظام کرو اور چاہو تو مجھ سے جُدا ہو کر اپنی ہلاکت کے سامان پیدا کرو۔ اخلاقی میدان میں اور روحانی میدان میں اور جسمانی میدان میں بھی ایک حد تک اسے آزادی دی ہے مثلاً خودکشی کا تصوّر جسم کو ہلاک کر دینے کا تصوّر صرف انسان کے ساتھ وابستہ ہے۔ دوسرے جاندار خودکشی نہیں کرتے یعنی اپنے ارادے سے اپنے مرنے کا فیصلہ نہیں کرتے، یہ نہیں کہتے کہ اب ہم اپنے آپ کو مار دیتے ہیں صرف انسان کو یہ اجازت دی گئی ہے۔ اِسی لیے میں نے کہا ہے کہ جہاں تک اس کی جسمانی زندگی کا سوال ہے ایک حد تک اس کو آزادی دی گئی ہے لیکن جہاں تک اس کی روح کی بقا کا سوال ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت باقی رہے گی لیکن قابلِ فکر بات یہ ہے کہ وہ دوزخ میں کچھ عرصہ گزار کر یا شروع سے ہی خدا کی جنتوں میں داخل ہو کر باقی رہے گی۔

غرض خدا تعالیٰ اس کائنات کا قیوم ہے اس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی اور ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ اس کے سہارے کو ڈھونڈیں۔ فرمایا نَبِّئۡ عِبَادِیۡۤ اَنِّیۡۤ اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ (الحجر:۵۰) لوگوں کو یہ بتادو کہ میں غفور اور رحیم ہوں اور دوسری جگہ فرمایا وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡہَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (النحل:۱۹) غفور اور رحیم جو دو صفاتِ باری ہیں اس آیت میں ان کی تفسیر کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے تم پر نعمتوں کی انتہا کر دی ہے۔ بے شمار نعمتیں تمہارے لئے پیدا کی ہیں لیکن جب تک تم خود ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرو گے ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور تم اپنے زور سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے تمہاری کوششیں اور تمہاری تدبیریں بے نتیجہ ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی مغفرت اور

اس کی رحیمیت تمہارے شامل حال نہ ہو اور تمہاری تدبیر کی کوتاہیوں کمزوریوں کو اس کی مغفرت کی چادر ڈھانپ نہ لے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمہاری کوششوں کا نتیجہ نہ نکالے۔ یہی اعلان پہلی آیت میں ہے کہ نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ لوگوں کو بتاؤ کہ غفور اور رحیم میں ہی ہوں اور جس دائرہ کے اندر تم صاحب اختیار ہو اگر اس دائرہ میں تم اپنی فلاح اور بہبود چاہتے ہو، اگر اس دائرہ میں تم خدا تعالیٰ کی رحمتوں سے حصہ لینا چاہتے ہو، اس کی رضا پانا چاہتے ہو اور اس کی جنتوں میں داخل ہونا چاہتے ہو تو غفور اور رحیم خدا سے تعلق پیدا کرو اور ان صفات کا واسطہ دے کر اس سے دعائیں کرو کیونکہ اس کے بغیر انسان کی کوشش بے نتیجہ رہ جاتی ہے اور بے ثمر ہو جاتی ہے۔ یہ جو میں نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحیمیت اور اس کی مغفرت سے مدد حاصل کرو۔ اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان:۷۸) کہ اگر تم دعا کے ذریعے خدا تعالیٰ کی مغفرت اور رحیمیت اور خدا تعالیٰ کی دوسری صفات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرو گے تو پھر خدا تعالیٰ تمہاری کیا پرواہ کرے گا۔ دعا ہی ہے جو خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو جذب کرتی ہے۔ اگر تم بندہ ہونے کے باوجود اس سے دعا نہیں کرو گے اور اس کی پرواہ نہیں کرو گے تو وہ تو غنی اور حمید ہے وہ غنی ہوتے ہوئے تمہاری کیا پرواہ کرے گا اس کو تو تمہاری حاجت نہیں تمہیں اس کی احتیاج ہے۔

خدام الاحمدیہ کا جو اجتماع آج سے شروع ہو رہا ہے یہ غالباً تین سال کے وقفہ کے بعد چوتھے سال کا اجتماع ہے۔ تین سال تک حکومتِ وقت کی طرف سے خدام الاحمدیہ کو اجتماع کرنے کی اجازت نہیں ملتی رہی اس لئے اس چوتھے سال میں جس انتظامیہ یا حکومت نے ہمیں اجتماع کرنے کی اجازت دی ہے ہم ان کے ممنون ہیں اور ان کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے خدامِ احمدیت کو خدام الاحمدیہ کے اجتماع کی اجازت دی اور ہم ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ ہی صحیح معنی میں نیکیاں کرنے کی توفیق دیتا رہے تا کہ وہ حسین معاشرہ جو اسلام ساری دنیا میں پیدا کرنا چاہتا ہے ہمارے ملک میں بھی پیدا ہو جائے۔ اس اجتماع کو میں ذکر الٰہی اور دعاؤں کا اجتماع قرار دیتا ہوں اور آپ کو یہ ہدایت دیتا ہوں کہ اس اجتماع کے دوران آپ اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ ذکر کریں اور زیادہ سے زیادہ اس کے حضور عاجزی اور

تضرّع کے ساتھ جھکیں اور اس کی رحمتوں کے حصول کی کوشش کریں۔بعض ظاہری چیزیں اس اجتماع میں نہیں ہوں گی صرف اس اجتماع کے لئے یہ ہدایت ہے۔ایک تو جھنڈے کا معاملہ ہے ویسے بھی یہ قانوناً مشتبہ تھا کہ جھنڈا لہرایا جائے یا نہ لہرایا جائے تو میں نے یہ ہدایت دی ہے کہ جھنڈا نہ لہراؤ اجتماع پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ پھر خدام کا اپنی عمر کے لحاظ سے یہ جسمانی طاقت کا زمانہ اور جوش کا زمانہ ہوتا ہے اور وہ اس میں نعرے بھی خوب لگاتے ہیں لیکن میں یہ ہدایت کرتا ہوں کہ اس اجتماع میں کوئی نعرہ نہیں لگایا جائے گا بلکہ خاموشی کے ساتھ تقاریر سُنیں اور ذکر الٰہی کرتے رہیں۔

تقریر سنتے ہوئے ذکر الٰہی کرنا مشکل نہیں، غیر ممکن نہیں بلکہ ممکن ہے اور آسان ہے کیونکہ جب آپ کے کان نیکی کی باتیں اور اسلام کی تعلیم کے مختلف حصّوں کی تشریح اور تفسیر سُن رہے ہوں گے اگر اس وقت آپ کی زبان سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اللّٰہُ اَکْبَرُ کا وِرد کرتی رہے یا ہمارے محبوب رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتی رہے تو اس سے آپ کے سماع پر، تقریر کے سننے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔تھوڑی سی عادت ڈالنی پڑے گی۔ بہتوں کو عادت ہوتی ہے چنانچہ ایسے لوگ بھی میں نے دیکھے ہیں اور میرے علم میں ہیں کہ جو ہر وقت ہی ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے ذکرِ الٰہی کرتے رہتے ہیں۔ سوتے ہوئے اس لئے کہ وہ آخری لمحہ جو بیداری اور نیند کے درمیان کا ہوتا ہے اگر اس وقت تک کوئی خدا تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کے نیند کے لمحات بھی اسی ذکر میں شمار ہو جاتے ہیں کیونکہ جو اس نے چھوڑا وہ نیّت سے نہیں چھوڑا بلکہ مجبوراً چھوڑا جب اسے نیند آ گئی تو اس کی زبان ذکرِ الٰہی سے خاموش ہوگئی لیکن اس کی روح کی آواز تو ذکرِ الٰہی کر رہی ہے۔اس کے جسم اور روح نے مل کر جو کام شروع کیا تھا اس کی روح نے اسے جاری رکھا ہے اور اس کی روح کی آواز بہر حال ذکرِ الٰہی کر رہی ہے۔

دو ہدایتیں دینے کے بعد میں پھر پہلے مضمون کو دہراتا ہوں۔اللہ تعالیٰ بڑی عظیم ہستی ہے اور وہ متصرف بالارادہ ہے۔اتنی بڑی کائنات ہے اس کا ایک چھوٹا سا حصہ لے لیں مثلاً درخت ہیں۔ درختوں کے پتے جھڑتے ہیں بعض درختوں کے تو سال میں ایک دفعہ ایک وقت میں جھڑ

جاتے ہیں بعض کے خزاں میں بعض کے بہار میں اور بعض کے سارا سال جھڑتے رہتے ہیں اور سال کے دوران پرانے پتے جھڑ کر نئے پتے نکل آتے ہیں۔ ربوہ میں جو درخت اُگے ہوئے ہیں آپ ان کے پتوں کا بھی شمار نہیں کر سکتے۔ گنتی کرنے لگیں تو آپ کو مصیبت پڑ جائے اور جو اس کائنات میں درخت اُگے ہوئے ہیں، میں زمین نہیں کہہ رہا اس کائنات میں جو درخت اُگے ہوئے ہیں ان کے پتوں کا شمار کیسے ہوسکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ میں وہ عظیم ہستی ہوں کہ کوئی پتا اپنے درخت سے نہیں گرتا جب تک وہ میرے علم میں اور میرے حکم سے نہ ہو۔ پس بڑی عظیم ذات ہے خدا تعالیٰ کی جس کے ساتھ اسلام نے ہمارا تعارف کروایا ہے۔ اگر ہم اس کی تھوڑی سی معرفت بھی رکھتے ہوں تو ہم ایک لحہ کے لئے بھی اس بات کو نہ بھولیں کہ وہ ہی وہ ہے، مولا بس، باقی ہر چیز ہیچ ہے ہمارے اپنے نفسوں سمیت۔ پس اگر ہم نے کچھ حاصل کرنا ہے تو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے اور خدا تعالیٰ کے احکام کی اتّباع کر کے اور اس کے حکموں کو مان کر جن چیزوں کو وہ کہتا ہے نہ کرو ان کو چھوڑ کر اور جن کو وہ کہتا ہے کرو ان میں اس کی اطاعت بجالا کر ہم کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (الکھف:۱۱۱)

پس جو شخص چاہتا ہے کہ اسی دنیا میں اور اسی زندگی میں خدا تعالیٰ کا وصال اسے حاصل ہو جائے تو وہ ایسے اعمال بجالائے جن میں فساد کا کوئی شائبہ نہ ہو، فساد کی کوئی ملونی ان کے اندر نہ ہو (یہ عَمَلًا صَالِحًا کے معنے ہیں) اور اس کے اعمال میں شرک کا کوئی حصہ نہ ہو۔ شرک صرف موٹا موٹا شرک ہی تو نہیں بلکہ انسان کے صحنِ سینہ میں ہزار بُت بعض دفعہ جمع ہو جاتے ہیں۔ اپنے نفس کو ان بتوں سے بچانا اور اپنے سینہ کو ان بتوں سے پاک کرنا اور اپنے خیالات کو شرک سے پاک رکھنا، اپنے اعمال کو شرک سے پاک کرنا، اپنے ماحول کو شرک سے پاک کرنا، اپنی دنیا کو شرک سے پاک کرنا اور ہر لحاظ سے لَا يُشْرِكْ پر عمل کرنا ضروری ہے اور اگر ایسا ہو تو پھر اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی لقا انسان کو حاصل ہو جاتی ہے اور یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے۔

اگرچہ ہمارے بچوں کی عمریں چھوٹی ہیں، اطفال بھی اجتماع کے لئے آئے ہوئے ہیں اور وہ تو زیادہ گہرائیوں میں پہنچ بھی نہیں سکتے لیکن جہاں تک اور جس گہرائی تک ان کا ذہن نہیں پہنچ

سکتا ان حقائق کو ان کی زبان تو ادا کرسکتی ہے۔قرآن کریم نے جو تعلیم ہمیں دی ہے اور اس کی جو تفسیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اس میں تو ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جس وقت زندگی اس دنیوی شکل میں شروع ہوتی ہے یعنی پیدائش کے وقت، اس وقت سے ہی خدا تعالیٰ کا نام بچے کے کان میں پڑنا چاہیئے۔بعض لوگ اعتراض کردیتے ہیں کہ یہ ایک بلاوجہ رسم ہے جس کا کوئی اثر نہیں لیکن اب پچھلے چند سال کے اندر یہ تحقیق ہوئی ہے کہ بچے کے کان میں پیدائش کے پہلے دن، اپنی عمر کے پہلے دن جو آوازیں پڑتی ہیں وہ اس کی طبیعت پر اور اس کی پرسنیلیٹی (Personality) پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے اور احادیث نے جو عظیم علم ہمیں عطا کئے تھے ان کی تائید خود انسان بھی اپنی تحقیق کے ذریعے کررہا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہ تحقیق کی ہے۔ٹھیک ہے تم نے بھی تحقیق کی ہے لیکن ہمیں تو بتانے والے نے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے بہت پہلے یہ باتیں بتادی تھیں۔ یہ درست ہے کہ اطفال کا دماغ ان گہرائیوں میں نہیں جاسکتا جس کو ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت کہتے ہیں۔آٹھ سال، نوسال، دس سال کے بچے بھی ہیں لیکن آٹھ، نو، دس سال کا بچہ زبان سے خدا تعالیٰ کا ذکر تو کرسکتا ہے۔وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تو کہہ سکتا ہے، وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو کہہ سکتا ہے۔میرا ایک پوتا ہے لقمان سلمہ اللہ تعالیٰ کا بچہ وہ پونے دوسال کا ہے ہم اس کو سکھاتے رہتے ہیں اور وہ حَسْبِیَ رَبِّیَ جَلَّ اللّٰہُ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے لگ گیا ہے اور اس کی عمر پونے دوسال ہے۔یہ درست ہے کہ اس کو نہیں پتہ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں لیکن آج نہیں پتہ کل اس کو پتہ لگ جائے گا اور وہ سوچے گا کہ مجھ پر کتنا احسان کیا تھا احسان کرنے والے نے کہ ابھی مجھے سمجھ بھی نہیں تھی اور اس رستے کی نشاندہی کردی تھی جس رستے پر چل کر انسان خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو حاصل کرتا ہے۔اسی واسطے ہم کہتے ہیں کہ جن علاقوں میں یا جن گھرانوں میں بے احتیاطی سے بچوں کو گالیاں دینے کی عادت پڑجاتی ہے ان کو گالیوں سے منع کریں۔ بچہ بعض دفعہ ایک گندی سی گالی دے دیتا ہے اور اس کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ اس کے معنے کیا ہیں لیکن صرف اس وجہ سے تو ماں باپ کی براءت نہیں ہوجاتی کہ بچے نے گندی گالی دی مگر اس کو پتہ نہیں۔اس کو آج نہیں پتا، کل تو پتا لگ جائے گا اور پھر گندی گالی دینے کی عادت تو پڑجائے گی۔ایسی عادتیں نہیں ڈالنی

چاہئیں اور جو اچھی باتیں ہیں ان کی عادت ڈالنی چاہیئے۔خدا تعالیٰ کا نام ’’اللہ‘‘ بچے کی زبان پر آجائے وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے لگ جائے، وہ اپنی توتلی زبان میں کہے گا اور کئی تو بڑی عمر میں بھی توتلی زبان استعمال کرتے رہے۔حضرت بلالؓ اَسْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہِ کہتے تھے وہ ’’ش‘‘ نہیں بول سکتے تھے لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے خدا تعالیٰ کا نام تو ان کی زبان پر آ گیا۔

پس اطفال گہرائیوں میں جائے بغیر ذکر الٰہی کر سکتے ہیں بشرطیکہ خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی تنظیم اس کی یاد دہانی کراتی رہے اور اس کے لئے میں یہ کہتا ہوں کہ جب جلسہ ہو رہا ہو تو ہر تقریر کے بعد میری یہ ہدایت بطور یاد دہانی بتا دی جائے کہ ہمارا یہ اجتماع ذکر الٰہی اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرنے کی خصوصیت رکھتا ہے، ہمیشہ ہی ہماری زندگی میں یہ خصوصیّت ہونی چاہیئے لیکن اس اجتماع کی یہ خصوصیّت ہے کہ ذکر الٰہی میں مشغول رہیں اور خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے جھکے رہیں۔

بہتوں کو دعا کا نہیں پتا ہوتا کہ کیا دعائیں کریں اس واسطے میں مختصر بتا دوں کہ دعا اپنے نفس سے شروع ہونی چاہیئے۔آپ میں سے ہر ایک یہ دعا کرے کہ اے خدا! تو مجھے اپنی رحمت سے نواز اور میرے اوپر اپنے فضل نازل کر اور مجھے توفیق دے کہ تو نے مجھے جو قوتیں عطا کی ہیں میں ان کی صحیح نشوونما کر کے تیری رضا کو حاصل کر سکوں اور بدی سے مجھے ہمیشہ محفوظ رکھ اور مجھے تو ایسی طاقت دے کہ شیطان کبھی مجھ پر کامیاب حملہ نہ کر سکے اور مجھے تُو دنیا کا خیر خواہ بنا دے۔کسی کو میرے ہاتھ یا میری زبان یا میرے جوارح سے تکلیف اور ایذا نہ پہنچے۔ ہر ایک کی خیر خواہی میرے دل میں ہو۔ دنیا میں امن کا ماحول پیدا کرنے کے لئے میری زندگی کے لمحات خرچ ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق انسان کے دل میں پیدا کرنے کی میں ہمیشہ کوشش کرتا رہوں اور وہ حسن اور وہ احسان جس کے جلوے میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اپنی زندگی میں دیکھے ہیں وہ میں آگے دوسروں تک پہنچانے کے قابل ہو جاؤں۔ خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنے والا ہوں۔ شرک کی ملونی سے ہمیشہ بچا رہوں۔ظلم سے ہمیشہ بچا رہوں (شرک بھی ظلم عظیم ہے) غرض اپنے لئے دعائیں کرو اور پھر اپنے خاندان کے لئے دعائیں کرو۔

پھر جماعت کے لئے دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو جس غرض کے لئے پیدا کیا ہے اس غرض کو پورا کرنے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کی وہ اسے توفیق عطا کرے۔ اور وہ مقصد یہ ہے کہ توحید ساری دنیا میں پھیل جائے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق آپ کی محبت ہر انسان کے دل میں گاڑ دی جائے اور اسلامی تعلیم جو حسین معاشرہ دنیا میں قائم کرنا چاہتی ہے جس میں کسی پر ظلم تصوّر میں بھی نہیں آتا اور وہ معاشرہ ساری دنیا میں قائم ہو جائے۔ پھر دعا کرو کہ ہمارے ملک میں بھی امن اور آشتی کے حالات پیدا ہوں اور قائم رہیں اور ایک دوسرے سے پیار پیدا ہو اور ہمارے ملک کو خدا تعالیٰ طاقتور بنا دے اور اسے استحکام عطا کرے اور دنیا کے مظالم سے اسے محفوظ رکھے اور دنیا پر احسان کرنے کی ہمارے ملک کو بھی توفیق عطا کرے اور دنیا کے فساد میں کبھی ہمارا ملک ملوث نہ ہو بلکہ ہمیشہ صلاح اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرنے والا ہو اور خدا تعالیٰ کی رحمتیں ہمارے ملک پر بحیثیت ملک بھی نازل ہوں۔

اس کے علاوہ جو آپ کے دماغ میں ہیں وہ اپنی زبان میں دعائیں کریں اور کثرت سے ذکر الٰہی کریں۔ ہزاروں بار سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اللهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اور خدا تعالیٰ کی دوسری صفات کا ذکر کریں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلا مبالغہ محسن اعظم ہیں۔ اتنا احسان انسانیت پر نہ کسی اور نے کیا ہے اور نہ ہمارے تصوّر میں آ سکتا ہے۔ آپ ہر پہلو سے احسان کر گئے۔ پس آپ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہیئے۔ ہم آپ کو کیا بدلہ دے سکتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہم پر احسان کئے ہیں ہم تو ان کا کوئی بدلہ نہیں دے سکتے لیکن ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ اے خدا! ہم کمزور ہیں اور ہم بدلہ نہیں دے سکتے تو ہماری طرف سے بدلہ دے اور آپ کے مقام کو بلند تر کرتا چلا جا۔

خدا تعالیٰ ہمیں اپنے مقام کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور جو ہدایتیں دی جاتی ہیں خدا تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے اور خدا تعالیٰ ہمیں اپنی معرفت کی توفیق عطا کرے۔ یہ توفیق عطا کرے کہ ہم اس کی ذات اور صفات کی معرفت حاصل کر سکیں اور اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے انتہا درود بھیجنے کی توفیق عطا کرے اور خدا کرے کہ وہ ہمیں صحیح مسلمان

بنائے، ایسا مسلمان جو اسلام کے سارے احکام بجالانے والا ہو اور ہمیں ہر ایک کی فلاح و بہبود کی سکیمیں سوچنے والا اور ان پر عمل کرنے والا بنادے اور دنیا کے دکھوں کو دور کرنے کا ہمیں آلہ اور ذریعہ بنادے اور دنیا میں کوئی دکھ باقی نہ رہے، کوئی پریشانی باقی نہ رہے سوائے اس پریشانی کے جو اللہ تعالیٰ بعض دفعہ اشخاص یا جماعتوں پر بطور امتحان کے ڈالتا ہے۔ وہ پریشانیاں تو انسان کی اور جماعتوں کی ترقیات کا ذریعہ ہیں لیکن انسان انسان کے ہاتھ سے دکھ نہ اٹھائے بلکہ انسان انسان سے پیار کرنا سیکھ جائے وہ پیار جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دلوں میں انسان کے لئے پیدا کیا ہے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۹؍اپریل ۱۹۷۷ء صفحہ ۲ تا ۵)

۞۞۞